## سوال

(12)ضاد کو مشابہ ظاء کے پڑھنا

## جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومقتیان شرع متین اس شخص کے باب میں جو کہ حرف ضاد کو جس جگہ پر کہ قرآن مجید میں آتا ہے مشابہ ظاء کے پڑھتا ہے کہ جس کو ذواد بولتے ہیں اور ض مماثل دال کے پڑھنے سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ حرف بے اصل وبے ثبات ہے اور محض مہمل ہے اور اس کے وجود کا کسی جا کتب فقہ و تصریف و تجوید کہ جن کا اسباب میں اعتبار ہے پتہ ونشان نہیں ہے پس جب کہ کتب معتبرہ ومستندہ میں حرف دواد کا ذکر ونقل نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ معدوم ہے اور اس کے پڑھنے سے نماز میں خلل آتا ہے اس لیے کہ عدم نقل مستلزم نقل عدم ہے چنانچہ نمونہ ازخردارے عبارات کتب نقل کی جاتی ہیں، بنظر صدق وانصاف دورازاعتساف ملاحظہ کرنا چاہیے اول کتاب رعایۃ تصنیف امام محمد مکی میں مذکور ہے:

"والضاد لا تفترق عن الظاء إلا باختلاف المخرج وزیادة الاستطالة فی الضاد"

ضاد نہیں الگ ہوتا ہے ظا سے مگر بسبب جدا ہونے مخرج کے اور زیادہ ہونے درازی کے بیچ ضاد کے اور دوسری جگہ اسی کتاب میں لکھا ہے:

ضاد ایسا حرف ہے کہ مشابہ ہے بولنا اس کا ساتھ بولنے ظاء کے ادرذال کے پس چاہیے کہ نگاہ رکھی جائے باریکی ذال کی پس اگر داخل ہوگئی اس میں پُری تو پہنچا دے گی وہ پُر پڑھنے کو تو ہوجاوے گا ذال اس وقت ظا یا ضاد کیونکہ ضاد بہن ظاء کی ہے۔ مخرج میں اور کہا امام رازی نے تفسیر کبیر میں:

"أنہ حصل فی الضاد انبساط لأجل رخاوتہا وبھذا السبب یقترب مخرجہ من مخرج الظاء"

تحقیق آگیا ہے ضاد میں پھیلاؤ بسبب نرم ہوتے اس کے کے اور اسی لیے قریب ہے مخرج اس کا ساتھ مخرج ظاء کے اور شرح قصیدہ (؟) میں ہے۔

بے شک ظا شریک ہے ضاد کا تمام صفتوں میں سوادرازی کے پس اسی واسطے سخت مشابہت ہے ظاء کو ساتھ ضاد کے اور مشکل ہے جدائی درمیان ان دونوں کے اور محتاج ہے پڑھنے والا اس باب میں طرف محنت اور مشقت کے بسبب ملاؤ کے درمیان مخرجوں ان دونوں کے اور کتاب تمہید میں ہے:

" فلولا الاستطالۃ واختلاف المخرجین لکانت ظاء۔۔۔۔۔"

پس اگر نہ ہوتی درازی اور جدائی مخرجوں کی تو ہوجاتی ضاد ظاء پس مثال اس شخص کی کہ کرتا ہے ضاد کو ظاء مثل اس کے ہے کہ کرتا ہے اور بدلتا ہے سین کو صاد کے ساتھ اور تفسیر عزیزی میں مذکور ہے بدانکہ فرق درمیان ضاد وظار بسیار مشکل است۔

ترجمہ۔ فرق کرن ضاد اور ظاء میں بہت مشکل ہے اور اسی طرح ہے جہد المقل محمد مرعشی اور جعبری اور خزانۃ الروایات اور شاطبی اور کتب ورسالجات صرف وقراءت کے باب مخارج میں۔ جس کا دل چاہے دیکھ لے۔ بخوف طوالت انہیں پر اکتفا کیا گیا۔ منصف کے واسطے یہی کیا کم ہے۔ اب علمائے حقانی وفضلائے ربانی کی خدمت میں التماس ہے کہ اگر یہ شخص غلطی اور ضلالت پر ہے تو اس کی دلیل بیان کریں اور دلائل وبراہین مذکورہ سے جواب شافی دیویں صرف رسم آباؤاجداد پر اکتفانہ فرمادیں۔ اور اگر مائل بصواب ہے تو تسلیم فرمادیں

اوراس کی حقیقت تحریر فرماکر مواہیر سے مزین ومشرف فرماویں تاکہ عوام خلجان میں نہ پڑیں۔ واللہ الہادی۔

---

# الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

*وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!*

*الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!*

(جواب از مولوی عبدالحئ صاحب حنفی) حرف ضاد مشابہ ہے حرف ظاء کے ساتھ اگر مخرج خاص سے اس کا استخراج نہ ہوتو مشابہ ظ یا ذ کے اگر پڑھے گا نماز درست ہوگی اور مشابہ دال کے پڑھنے سے نماز میں خلل ہوگا۔ خلاصة الفتاوی میں ہے:

*"إذا ذکر حرفا مکان حرف وغیر المعنی إن أمکن الفصل بینہما بلا مشقة تفسد، وإلا یمکن إلا بمشقة کالظاء مع الضاد المعجمتین والصاد مع السین المہملتین والطاء مع التاء قال أکثرہم لا تفسد"*

اور بزازیہ میں ہے:

*"أو المغضوب بالظاء، أو الضالین بالذال أو الظاء، قیل لا تفسد؛ لعموم البلوی"*

(حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحئ تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی۔)

اگر پڑھا ایک حرف کو جگہ دوسرے حرف کے اور بدل گئے معنے پس اگر ممکن ہو جدائی جیسا کہ طاء جگہ صاد کے تو فاسد ہوجاوے گی نماز اس کی اور اگر نہیں ہو سکتی جدائی مگر ساتھ محنت کے جیسا ظاء ساتھ ضاد کے اور ساتھ تار کے اور صاد ساتھ سین کے اکثر تو اس بات پر ہیں کہ نماز فاسد نہیں ہوتی اور اگر پڑھے غیر المغضوب ساتھ ذال کے یا ظاء کے تو نہیں فاسد ہوتی ہے نماز اس کی واسطے عام ہونے بلوی کے اور بہت سے مشائخ نے اس پر فتوی دیا ہے۔ (ابو الحسنات محمد عبدالحئ حنفی لکھنوی)

(جواب از مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب)

الجواب۔ واضح ہو کہ شخص مذکور حق پر ہے اور جو تحریر اس کی اس کی تائید میں لکھی گئی ہے وہ درست ہے اور قابل عمل۔ اور تنقیح اس امر کی یہ ہے کہ ظاء معجمہ پڑھنے سے ضاد معجمہ کی جگہ بدون تعمد کے بقصد ادائے ضاد معجمہ کے باوجود تغیر معنے کے اکثر مشائخ کے نزدیک نماز فاسد نہیں ہوتی ہے۔ اور بہت مشائخ نے اس بات پر فتوی دیا ہے کذا فی العتابیہ والبزازیہ والعالمگیریہ والنقشبندیہ وھو اعدل الاقاویل وھو المختار کذا فی خزانة الاکمل والحلیة ووجیز الکردی والعتابیہ والعالمگیریہ۔

اور بعض کے نزدیک درصورت تغیر معنی کے نماز فاسد ہوجاتی ہے۔ قول اول قول متاخرین کا ہے اور قول دوم قول متقدمین کا ہے۔ شامی وغیرہ نے اگرچہ قول متقدمین کو احوط کہا ہے اور قول متاخرین کا جو اکثر مشائخ کا قول ہے مفتی بہ ہے اور قول متقدمین پر فتوے نہیں ہے باقی دال مہملہ پڑھنے سے ضاد معجمہ کی جگہ برتقدیر تغیر معنی کے باتفاق متقدمین ومتاخرین نماز فاسد ہونا چاہے کہ درمیان دال مہملہ وضاد معجمہ کے تمیز تعسر نہیں ہے اور درمیان ان کے تشابہ صوت نہیں ہے جیسے طاء مہملہ پڑھنے سے صاد مہملہ کی جگہ درصورت تغیر معنی بالاتفاق نماز فاسد ہوجاتی ہے۔ کذا فی النہر وقاضی خان والعالمگیریہ وشرح المنیة والدار المختار اور جیسے پڑھنے ضاد معجمہ سے مخرج طاء مہملہ سے نماز فاسد ہوجاتی ہے چنانچہ سرعشی نے رسالہ ضاد میں لکھا ہے۔ من تلفظ من مخرج الطاء المہملة تفسد صلوتہ بلاشبہ اذلا اشتباہ بینہما ولا یصح المعنی حینئذ۔ اور شاید عموم بلوے اس میں بسبب عدم تشابہ اور عدم تعسر تمیز کے معتبر نہ ہو۔ مگر ممکن ہے کہ جہالت اس میں عذر ہو لیکن یہ عذر بعد علم کے مرتفع ہے۔ (حررہ السید شریف حسین الدہلوی عفی عنہ)

سید شریف حسین۔ سید محمد نزیر حسین۔ محمد عبدالحمید۔ سید احمد حسن۔ تلطف حسین۔

1۔ اگر کوئی آدمی ضاد کو طاء کے مخرج سے پڑھے گا تو اس کی نماز فاسد ہوجائے گی کیونکہ ان دونوں حرفوں میں کوئی اشتباہ نہیں ہے۔ اور معنی بھی اس صورت میں صحیح نہیں رہتے۔

2۔ اگر ان میں بغیر کسی مشقت کے امتیاز ہوسکتا ہو تو نماز باطل ہوجائے گی جیسے صالحات کی جگہ کوی طالحات پڑھے اور اگر بآسانی امتیاز نہ ہوسکتا ہو۔ مثلاً ظاء اور ضاد۔ سین اور ص۔ تا اور طاء تو اکثر کے نزدیک نماز باطل نہیں ہوگی۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

# فتاوی نذیریہ

## جلد: 2، کتاب الاذکار والدعوات والقراءۃ: صفحہ: 37

### محدث فتویٰ